بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فلسفہ و روح قربانی

(مع مسائل عید الاضحیٰ و احکامِ قربانی)

تالیف:

حضرت مولانا محمد اسحاق ؒ

(فتاویٰ آن لائن)

جمع و تدوین:

ڈاکٹر عبد الرؤف حمزہ

پیشکش

مرکز وحدتِ اُمت فیصل آباد

زرتعاون برائے توسیع اشاعت Rs. 15

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

انسانی تخلیق کے آغاز ہی سے قربانی کا جذبہ کارفرما ہے اور انسان اپنے کریم اور رحیم رب کی بارگاہ عالیہ میں قرب حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کرنے کا خواہش مند رہا ہے۔ قربانی میں پوشیدہ کارفرما جذبہ بہت بڑا ہے کہ اللہ سب کچھ تیرا ہے، جان و مال سب تیرا ہی دیا ہوا ہے۔ قربانی کی روح یہ ہے کہ آج ہم تیرے ہی دیئے ہوئے مال سے خریدا ہوا، محبت سے پالا ہوا یہ جانور، تیرے حکم سے تیری راہ میں قربان کر رہے ہیں۔ اگر اسلام پر کڑا وقت آ گیا تو ہم اپنی جان بھی تیری راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

کتابچہ ھذا ''فلسفہء قربانی'' حضرت مولانا مفتی محمد اسحاق ؒ کے پنجابی خطبات سے کشید کئے گئے چند اوراق کا مجموعہ ہے۔ ان اوراق کو عام قاری کی ذہنی سطح کو مدنظر رکھ کر یکجا کیا گیا ہے تاکہ بات عام آدمی کے لئے سمجھنی دشوار نہ ہو۔ بالخصوص مسائل قربانی میں عام فہم انداز میں مواد سپرد قلم کیا گیا ہے۔ مفصل و حوالہ جات سے مزین ''مسائل و احکام عیدین'' زیر طبع ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ سال یہ کتاب قارئین کرام کی قلب و نگاہ کے لئے باعث تسکین ٹھہرے گی۔ مولانا مرحوم نے جہاں اسلامی عبادات کے ظاہری پہلوؤں پہ مفصل روشنی ڈالی، وہاں ان عبادات کی اصل روح و فلسفہ کو بھی اجاگر کیا۔ مولانا مرحوم کی بلیغ پنجابی زبان کو اردو زبان میں منتقل کرنے کا کام آسان نہیں۔ مجھ حقیر و ناکارہ بندے کے قلم سے نکلے یہ الفاظ، مولانا مرحوم کی تڑپ و جستجو کی کماحقہ ترجمانی تو نہیں، مگر میرے لئے باعث اطمینان ضرور ہے۔ اللہ کریم اس کاوش کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید بنائے اور شرف قبولیت بخشے۔ آمین

طالب دعا

ڈاکٹر عبدالرؤف حمزہ

۲۸ اگست ۲۰۱۷

فلسفہ و روح قربانی

قربانی صرف جانور کے گلے پہ چھری چلانے کا نام نہیں ہے بلکہ دین اسلام فی نفسہ قربانی ہے۔ لا الہٰ الا اللہ پڑھنے والا بیع سلم کرتا ہے۔ یعنی پیشگی رقم اور حصول جنس بعد میں۔ قیمت کیا ہے؟ جان و مال جو کہ در حقیقت اللہ ہی کی ہے۔ مومن اللہ سبحان و تعالیٰ سے معاہدہ کرتا ہے کہ یہ جان و مال سب تیرا ہے۔ نماز بھی پڑھنی ہے، حج بھی کرنا ہے اور زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہے۔ یعنی قربانی جسمانی بھی ہے اور مالی بھی۔ اپنی سوچ، اپنی خواہشات، اپنے فہم و تدبر اور اپنے علم و تحقیق پہ چھری چلا کر اس بات کا اقرار و اعلان کر دینے والا مومن کہلاتا ہے۔ اور وہ اقرار و اعلان کیا ہے؟

ان الصلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

فان خیر الکلام کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل محدثۃ بدعۃ

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو ہر سوچ اور خواہش پہ مقدم ٹھہرانا، دل و دماغ کی قربانی ہے جو شخص بدعت کرتا ہے اس کے دماغ میں سرداری کا کیڑا ہے کہ وہ اپنی خواہش و اختیار استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اسے بھی دین میں کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ لہذا یاد رہے کہ جانور کے گلے پہ چھری چلانے سے قبل، ان تصورات و خواہشات کا گلا کاٹو جو تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری سے دور کئے ہوئے ہیں۔ جو گردن تکبر و غرور سے تنی ہوئی ہے اور حیّ الفلاح کی پکار مؤذن سن کر بھی دہلیز الٰہی پہ نہیں جھکتی، اس پہ چھری چلاؤ۔ طاغوت کی اپنی اس اطاعت و رضامندی پہ چھری پھیرو جو تمہیں ظلم و جبروت سکھاتی ہے اور عدل سے دور کرتی ہے۔ ریا کاری و منافقت کے سانڈ پر چھری چلاؤ جو تمہیں درِ مصطفیٰ ﷺ سے دور کسی اور سمت کھینچ کے لے جا رہا ہے۔ جب تمہیں اس بات کا کامل یقین ہو جائے کہ تمہارے اندر کی ہر برائی ذبح ہو گئی ہے تو پھر تمہیں جانور کے پاکیزہ خون بہانے کا حق حاصل ہے۔ اور وہ جانور بھی حلال کمائی سے خریدنا ہوگا۔ حرام کی کمائی سے کی گئی قربانی الٹا تمہارے گلے پڑ جائے گی۔

وقت ذبح اللہ اکبر میکنی

ہم چنیں در ذبحِ نفس کشتنی

(جانور ذبح کرتے وقت تم اللہ اکبر کہتے ہو۔ اسی طرح اپنے ظالم نفس کو انہی الفاظ کے ساتھ چھری پھیرو۔)

اب ذرا جانور ذبح کرنے کا وہ طریقہ جو اللہ سبحان وتعالیٰ نے قرآن میں بتایا وہ ذہن میں لائیے۔ ''جانور پر تم اللہ کا نام لو'' ۔ایک اور جگہ فرمایا ''جس جانور پہ اللہ کا نام نہ لیا جائے وہ نہ کھاؤ''

ذرا کلام اللہ کے الفاظ پہ غور فرمائیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ذبح کرو بلکہ حکم دیا کہ تم جانور پہ اللہ کا نام لو۔ اب ایسے فرمان کی موجودگی میں کسی کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ جانور کی جان لے۔ کیوں کہ ''جانور پہ اللہ کا نام لو'' کا حکم فرما کر اللہ نے ثابت کیا کہ جانور تو میرا ہے۔ بعض سادہ لوح لوگ کہتے ہیں کہ ذبح کرتے وقت بسم اللہِ واللہ اکبر پڑھا تو جانور حلال، اور یہ کلمہ نہ پڑھا تو حرام۔ یہ کیا بات ہوئی؟ یہ کلمات پڑھیں نہ پڑھیں، چھری نے تو رگیں کاٹنی ہیں۔ اور خون نے تو بہنا ہی ہے۔ بسم اللہ اگر نہیں کہا تو کیا فرق پڑ گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔۔

جناب والا بڑا فرق ہے۔ سمجھانے کی غرض سے مثال دے رہا ہوں۔ ایک چیز میری ملکیت ہے اور وہ میرے نوکر کے پاس ہے۔ تم اس چیز کو استعمال کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں کوئی نشانی یا پگڑی دیتا ہوں اور تم اس نوکر کو جا کر وہ نشانی دکھاتے ہو کہ یہ تمہارے مالک کی نشانی ہے۔ اسے دیکھ لو اور چیز مجھے دے دو۔ وہ نشانی دیکھتا ہے اور چیز تمہیں دے دیتا ہے۔ اگر تم بغیر نشانی دکھائے اور بلا اجازت وہ چیز اٹھاتے ہو تو تم چوری کے مرتکب ہوتے ہو۔

جانور کی جان ہماری جان کی طرح ہے اور جب چھری اس کی رگیں کاٹتی ہے اسے تکلیف ہوتی ہے۔ جان سب کو پیاری ہے۔ مگر جب اسے مالک کا حکم سنایا جاتا ہے تو وہ فوراً ذبح ہونے کے لئے تیار ہو جاتا ہے کہ اب مالک کا حکم نامہ تم لے آئے ہو۔ تمہارے پاس میرے مالک کا پرمٹ ہے۔ میں لیٹ جاتا ہوں گردن حاضر ہے۔ جانور کا تڑپنا اور درد محسوس کرنا طبعی ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے کوئی انسان آپریشن کرواتا ہے تو درد سے کراہتا اور تڑپتا ہے مگر اسے اطمینان قلب بھی ہے کہ میں تندرست ہو جاؤں گا۔ بیماری صحت میں بدل جائے گی۔ مریض کو عقلی اطمینان ہوتا ہے کہ سرجن جو کر رہا ہے وہ ٹھیک کر رہا ہے۔ کیوں کہ مریض جانتا ہے کہ اس عمل جراحی میں اس کا نقصان نہیں بلکہ جسمانی فائدہ ہے۔ غور فرمائیں کہ وقت ذبح جس جانور پر تکبیر کہی جاتی ہے اسے مردہ یا حرام نہیں کہا جاتا بلکہ سب یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے نام پہ جان دے گیا ہے اور حلال ہو گیا ہے۔ حب الٰہی میں جان قربان کر گیا ہے۔

ایک مسلمان اور غیر مسلم (جو اللہ کا نام لئے بغیر چھری چلاتا ہے) کے ذبیحہ میں حلال وحرام کا فرق کیوں ہے؟ دونوں جانور کی رگیں ہی کاٹتے ہیں اسلام کہتا ہے کہ دونوں کے ذبیحہ میں بہت فرق ہے۔ جانور کی جان پہ اللہ نے تالا لگایا ہوا ہے۔ اس تالے کی چابی کا نام ''بسم اللہِ واللہ اکبر'' ہے۔ جو شخص اس چابی سے اس تالے کو کھولتا ہے، اسے مالک

کائنات کی اجازت حاصل ہے۔ کیوں کہ چابی اللہ نے دی اور اس کے حکم کے مطابق استعمال کی گئی۔ اور جانور حلال ٹھہرا۔ جو اللہ کا نام نہیں لیتا اور جانور ذبح کر دیتا ہے وہ قفل شکن ہے۔ بغیر اجازت کے تالا توڑ دیتا ہے۔ اس کے ایسا کرنے پہ جانور کا مالک غضبناک ہوتا ہے کہ تم نے کیوں اس کی جان لی۔ کیا اسے تم نے بنایا؟ کیا یہ تمہاری زمین سے چارہ کھاتا رہا؟ میری چیز تھی تم نے میری اجازت کے بغیر خون میں نہلا دی، تم نے حکم عدولی کی، سرکشی کی، لٰہذا یہ حرام ہوا۔

بسم اللہ واللہ اکبر میں بے پناہ راز و حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اللہ کا نام سن کر اجازت نامہ دیکھ کر، جانور خوشی خوشی چھری کی طرف آتے ہیں کہ اب اصل مالک کا بلاوہ آ گیا ہے۔ یاد کیجیے کہ جب رسول اللہؐ نے حج کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ قربان کیے تو ہر اونٹ کھسک کر آپؐ کے قریب آ رہا تھا کہ آپؐ پہلے اسے راہ اللہ میں قربان کریں۔

پس قربانی کی روح در حقیقت یہ ہے کہ اپنے افکار و خواہشات پہ چھری چلا کر، احکاماتِ الٰہی اور فرموداتِ رسولِ مکرمؐ کے تحت زندگی گزارنے کا آغاز کر دینا۔ اللہ کی رضا کی خاطر اپنے نفس پہ چھری پھیرنے کا نام قربانی ہے۔ غور فرمائیں کہ جناب حضرت ابوالانبیا ابراھیمؑ نے چھری کیوں اٹھالی اور جناب حضرت اسماعیلؑ فوراً ذبح ہونے کے لیے کیوں تیار ہو گئے۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی؟
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی

آج ہمارے ہر عمل سے روح بلالیؓ نکل چکی ہے صرف رسم و رواج کی پابندی باقی رہ گئی ہے۔ مقامِ افسوس و حیرت ہے کہ دس (۱۰) دس (۱۰) جانور قربان کئے جاتے ہیں مگر اپنے ایک بال کی قربانی نہیں دی جاتی۔ اگر ہم رسولِ مکرمؐ کے حکم و فرمان سن کر صرف دس (۱۰) دن اپنے بال و ناخن نہیں چھوڑ سکتے تو خود فیصلہ کر لیں کہ ہم قربانی کر رہے ہیں یا کوئی رسم پوری کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے مہنگے جانور خرید کر اپنی جاہ و حشمت کا اظہار مقصود ہے یا کہ اپنی گنجائش و طاقت کے مطابق رب کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا درکار ہے۔ خون اور گوشت اللہ کو درکار نہیں۔ درکار ہے تو قلبِ مومن میں فقط پوشیدہ تقویٰ۔

شکوہِ عید کا منکر نہیں ہوں میں لیکن
قبولِ حق ہیں فقط مردِ حر کی تکبیریں

مسائل عید الاضحیٰ

☆ جس ملک میں جب نو (۹) ذی الحج ہوگی ۔ وہ یوم العرفہ ہوگا اور وہاں کے مقامی لوگوں کو اس دن یوم العرفہ کا روزہ رکھنا ہوگا۔

☆ تکبیراتِ عید نو (۹) ذی الحج کے دن نمازِ فجر سے شروع کریں اور تیرہ (۱۳) ذوالحجہ کی نمازِ عصر تک جاری رکھیں۔

☆ قربانی کا وقت نمازِ عید ادا کر لینے کے بعد ہے۔ جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی شمار نہیں ہوگی۔

☆ روزِ عید غسل کرنا اور بہترین لباس پہننا مستحب عمل ہے۔

☆ بغیر کچھ کھائے عید گاہ جایا جائے اور نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانے کا آغاز کرنا مسنون ہے۔ اگر کوئی نماز عید سے قبل کچھ کھا پی لے تو کوئی گناہ نہیں۔ مگر نہ کھانے کو ترجیح دیں۔

☆ نمازِ عید الاضحیٰ قدرے جلد اور عید الفطر قدرے دیر سے ادا کرنا مسنون ہے۔

☆ نمازِ عید کے لئے عورتوں کو بھی عید گاہ لے جانا چاہیے خواہ وہ ایام حیض میں ہی کیوں نہ ہوں۔ تا کہ دعا میں شریک ہو سکیں۔

☆ خواتین باپردہ ہو کر خوشبو لگائے بغیر، عید گاہ کی طرف جائیں۔

☆ نمازِ عید مسجد میں نہیں بلکہ علاقہ سے باہر کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں بھی ادائیگی نماز درست ہے۔

☆ عید گاہ جاتے ہوئے اور واپسی پر مناسب اونچی آواز میں تکبیرات عید پڑھنا مستحب ہے۔ خواتین پست آواز میں پڑھیں۔

☆ عید کی نماز کے لئے نہ ہی اذان کہی جائے گی اور نہ اقامت۔ نمازِ عید خطبہ عید سے قبل ادا کی جائے گی۔

☆ نمازِ عید کی دو (۲) رکعات ہیں۔ نمازِ عید کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات (۷) اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ (۵) تکبیریں کہی جائیں گی۔ احناف کے مطابق پہلی رکعت میں قراءت سے قبل تین (۳) زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں رکوع سے قبل زائد تین تکبیروں والا طریقہ نماز بھی درست ہے۔

اہلِ تشیع کے مطابق پہلی رکعت میں قبل از رکوع پانچ (۵) زائد تکبیریں اور دوسری رکعت میں قبل از رکوع چار (۴) زائد تکبیریں ادا کی جاتی ہیں۔ امت کے ادائیگی نماز کے یہ سب طریقے ٹھیک ہی ٹھیک ہیں۔ سنت بہت وسیع ہے۔ ہماری کھوپڑیاں تنگ ہیں۔ دل کھلے رکھنے چاہئیں۔

☆ نمازِ عید کی تکبیراتِ زائدہ کے درمیان بقول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تین مختصر کام کئے جائیں۔

(۱) اللہ کی حمد وثناء

(۲) نبی مکرمؐ پہ درود و سلام

(۳) اور مختصر دعا۔

اس بارے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رائے کے خلاف بقول امام بیہقیؒ کسی سے کچھ نقل نہیں کیا گیا۔

☆ صحابہ کرامؓ جب عید کے دن ملاقات کرتے تو ایک دوسرے سے یہ کہتے۔

تقبل اللہ منا و منک

☆ عید گاہ جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے راستہ تبدیل کرنا بھی مسنون عمل ہے۔

☆ جس شخص کی نمازِ عید رہ جائے وہ امام بخاریؒ کی رائے میں دو (۲) رکعت نماز ادا کرے۔

تکبیراتِ عید

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا

(المغنی جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۸۴، ۳۹۴)

احکامِ قربانی

☆ قربانی کرنا سنت ہے۔فرض یا واجب نہیں ہے۔یہ رسول اللہ ﷺ کا دائمی عمل اور اہلِ اسلام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ہر صاحب استطاعت کے لئے قربانی کرنا مستحب عمل ہے۔دین کا بہت بڑا نشان اور شعار ہے۔اگر قربانی فرض ہوتی تو جنابِ حضرت ابوبکرؓ اور جناب حضرت عمر فاروقؓ قصداً اسے کبھی ترک نہ کرتے۔ان کا ایسا کرنا ہی بتاتا ہے کہ یہ عمل سنت ہے فرض نہیں۔

☆ جب ذوالحج شروع ہو جائے اور جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ قربانی کرنے سے قبل اپنے جسم کے کسی حصے سے بال نہ کاٹے اور نہ کٹوائے اور نہ ہی ناخن تراشے۔

☆ قرض لے کر قربانی سے بچنا چاہیے۔آپ ﷺ نے قرض سے پناہ مانگی ہے۔اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی قربانی ٹھیک ہے۔

☆ قربانی تین دن دس (۱۰) گیارہ (۱۱) اور بارہ (۱۲) ذوالحجہ یعنی یوم نحر اور دو (۲) دن اس کے بعد کے۔امام مالکؒ ،امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک قربانی تین دن تک کی جاسکتی ہے۔امام شافعیؒ تیرہ (۱۳) ذوالحجہ تک قربانی کرنے کے قائل ہیں۔امام احمدؒ کہتے ہیں کہ اقوالِ صحابہؓ سے ثابت ہو چکا کہ قربانی تین دن ہے۔صحیح ترین مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں دس (۱۰) ذوالحجہ کے علاوہ آگے قربانی کا وجود نہیں۔تابعینؒ کا یہی مذہب رہا ہے کہ یومِ نحر صرف ایک دن ہے کسی مرفوع روایت سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں دورانِ قیام دس (۱۰) ذوالحجہ کے علاوہ کسی اور دن قربانی کی ہو۔لہذا گیارہ (۱۱) اور بارہ (۱۲) ذوالحجہ کی اجازت منیٰ میں ہے۔منیٰ کے علاوہ آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے اصحابؓ نے گیارہ (۱۱) یا بارہ (۱۲) ذوالحجہ کی قربانی کی ہو، کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

☆ منیٰ میں حاجی جو قربانی کرتا ہے اسے ,,ھدی‘‘ کہا جاتا ہے۔یہ وہ تحفہ ہے جو حاجی اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔یہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کرنے کی اجازت ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ نے سو (۱۰۰) اونٹ قربان کئے۔جو مسلمان اپنے گھروں میں قربانی کرتے ہیں اسے ,,اضحیہ‘‘ کیا جاتا ہے۔یہ آپ ﷺ نے زیادہ سے زیادہ دو (۲) مینڈھے کئے اور عام مسلمان ایک جانور ذبح کرتا تھا۔حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جانور کی قربانی کرتے تھے۔گھر کا

سربراہ اپنی طرف سے اور سارے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا۔ پھر بعد میں، لوگوں نے ایک دوسرے پر فخر کی خاطر بطور نمود و نمائش زیادہ تعداد میں قربانی کرنا شروع کر دیں۔

☆ قربانی دن اور رات میں کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے اس کے لئے کوئی بھی وقت مکروہ نہیں۔ اگر کوئی اس نیت سے رات کو قربانی کرتا ہے کہ رات کو لوگ گوشت مانگنے نہیں آئیں گے تو بہتر ہے ایسا شخص قربانی نہ کرے۔ ایسی گندی نیت کی گئی قربانی، قربانی نہیں ہے۔

☆ ایک جانور (خواہ بکرا، گائے، اونٹ وغیرہ) سارے اہلخانہ کی طرف سے قربانی کے لئے کافی ہے۔ خواہ گھر میں کئی افراد ہوں۔

☆ قربانی کے لئے اونٹ، بکرا، گائے، بیل وغیرہ، دو دانتے یا اس سے بڑی عمر کے ہونے چاہیئں۔ مگر بھیڑ کا موٹا تازہ اور صحت مند کھیرا بھی جائز ہے جسے جذعہ کہا جاتا ہے۔ جذعہ چھ ماہ سے لے کر ایک سال کی عمر تک کا جانور شمار کیا گیا ہے۔

☆ کسی بھی مویشی کی قربانی جائز ہے۔ بھیمۃ الانعام۔۔۔ چارہ کھانے والے جانور ہوتے ہیں۔ پس مویشیوں کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اونٹ، بکرا، بھیڑ، چھترا، پالتو ہرن اور بھینس کی قربانی جائز ہے۔

☆ چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

(۱) ایسا کانا جس کا کانا پن صاف نظر آ رہا ہو۔ (۲) لنگڑا جس کا لنگڑا پن واضح نظر آ رہا ہو۔ (۳) ایسا بیمار جس کی بیماری صاف نظر آ رہی ہو۔ (۴) ایسا لاغر و کمزور کہ جس کی ہڈیوں پہ گوشت ہی نہ ہو اور کمزوری سے چل پھر نہ سکے۔

☆ گائے میں سات (۷) افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ اونٹ میں سات (۷) یا دس (۱۰) افراد بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ عقیقہ کا حصہ قربانی کے جانور میں شامل کرنا شرعی اعتبار سے درست نہیں۔ اگر عقیقہ اور قربانی ایک ہی دن میں وقوع پذیر ہو جائیں اور سکت صرف ایک کام کی ہو تو عقیقہ ہی کیا جائے۔ قربانی اگلے سال پہ رکھ لیں۔ کیوں کہ عقیقہ تو ہوتا ہی ساتویں (۷) دن ہے۔ اگر دونوں کی سکت ہے تو دونوں کاموں کے لئے الگ الگ جانور دیں۔

☆ خصی و غیر خصی (انڈل) دونوں کی قربانی جائز ہے۔ جانور کے خصی ہونے سے گوشت کی عمدگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ثواب دونوں کا برابر ہے۔

☆ بکری، بھیڑ، گائے جس کے تھن مارے گئے ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے۔

☆قربانی کے لئے چھری خوب تیز ہونی چاہیے۔چھری چلانے سے قبل یہ پڑھنا چاہیے۔بسم اللہِ واللہ اکبر۔

☆جانور خود ذبح کرنا چاہیے۔اگر کوئی ایسا نہ کرسکتا ہو تو قصائی سے ذبح کروانا درست ہے۔عورت بھی جانور ذبح کرسکتی ہے۔نشہ کرنے والے کا ذبیحہ حرام ہے۔ذبح کے لئے قصد و ارادہ ضروری ہے کہ میں اللہ کا نام لے رہا ہوں۔اور اس کا مفہوم کیا ہے۔پاگل کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کر رہا ہے۔

☆اونٹ کو ذبح نہیں بلکہ نحر کرنا چاہیے۔بعض اناڑی لوگ اس بارے جانور سے ظلم کرتے ہیں اور گردن کو کئی جگہ سے کاٹتے ہیں۔

☆قربانی کا گوشت خود کھانا،اقرباء کو کھلانا،مساکین میں تقسیم کرنا اور ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ذبح ہوا جانور اللہ کا تبرک ہے۔اس کے کھانے پہ ثواب واجر ہے۔زیادہ ترجیح غرباء ومساکین کو دیں۔بیچارے سال بھر گوشت کے منتظر رہتے ہیں کہ پورا سال خود خرید کر گوشت کھانے کی سکت نہیں ہوتی۔

☆فوت شدگان کی طرف سے قربانی والی روایات سنداً پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتیں۔ایسی تمام روایات ضعیف ہیں۔

☆قربانی کی کھالوں کا بھی وہی مصرف ہے جو کہ گوشت کا ہے کہ یہ کسی غریب ومسکین کو دی جائے گی۔

☆قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

....

اہمیتِ قربانی

استطاعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ بعض تو ایسے بے دین لوگ ہیں جو قربانی کا انکار کرتے ہیں۔ اور اسے جاہلیت کی رسم گردانتے ہیں۔ پیسے کا ضیاع بتاتے ہیں۔ قربانی کی عظیم سنت کے خلاف پمفلٹ چھپواتے ہیں کہ یہ کوئی اسلامی شعار نہیں۔ قربانی کرنا یا نہ کرنا ایک الگ بات تھی۔ اس کا سرے سے انکار کر دینا کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ یہ تو سراسر سنت کی مخالفت اور اسلام سے نکلنے والی بات ہے۔ اور اگر کوئی طاقت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے بلکہ غریبوں اور مسکینوں کو نوازے، تو اسے کوئی گناہ نہیں۔ جناب عمرِ فاروق ؓ، جنابِ ابوبکرؓ اور جنابِ عبداللہ بن مسعودؓ کسی سال طاقت رکھتے ہوئے بھی قربانی نہیں کرتے تھے تاکہ لوگ اسے فرض یا واجب نہ سمجھنا شروع کر دیں ☆۔ قربانی سنت ہے، ثواب کی چیز ہے۔ اس سنت سے منہ نہیں موڑنا چاہیے۔ جہاں تک ہو سکے، ضرور اس کا اہتمام کرنا چاہیے کیوں کہ غریب لوگ سارا سال منتظر رہتے ہیں کہ لوگ ان کے گھروں میں گوشت بھیجیں گے۔ پورا سال گوشت کھانے سے محرومی، قربانی کا گوشت ان کے لیے بدنی تسلی کا باعث ہے۔ ویسے تو آج کل حالات عجیب ہیں۔ امیر لوگ بھی محض دکھاوے کے لیے قربانی کرتے ہیں۔ اور فریجوں کو گوشت سے بھر لیتے ہیں۔ غریبوں کو دیتے بھی ہیں تو بس برائے نام اور وہ بھی گوشت کا نسبتاً کم مفید حصہ۔ یقین جانیے، صاحب استطاعت لوگوں کو ضرور قربانی کرنی چاہیے اور غریبوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امام جعفر صادق (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: جب جانور کو چھری پھیرے اس کے ساتھ خواہش نفس اور طمع پر بھی چھری چلائے۔ جانور کو چھری پھیر دی۔ مگر یہ طمع دل میں ہے کہ ساری دنیا کی مال و دولت میرے پاس اکٹھی ہو جائے۔ میرے نفس کے مخالف مجھے کوئی حکم نہ دیا جائے۔ یہ اسی طرح ہے کہ جسم تو ہے مگر بغیر روح کے ہے۔

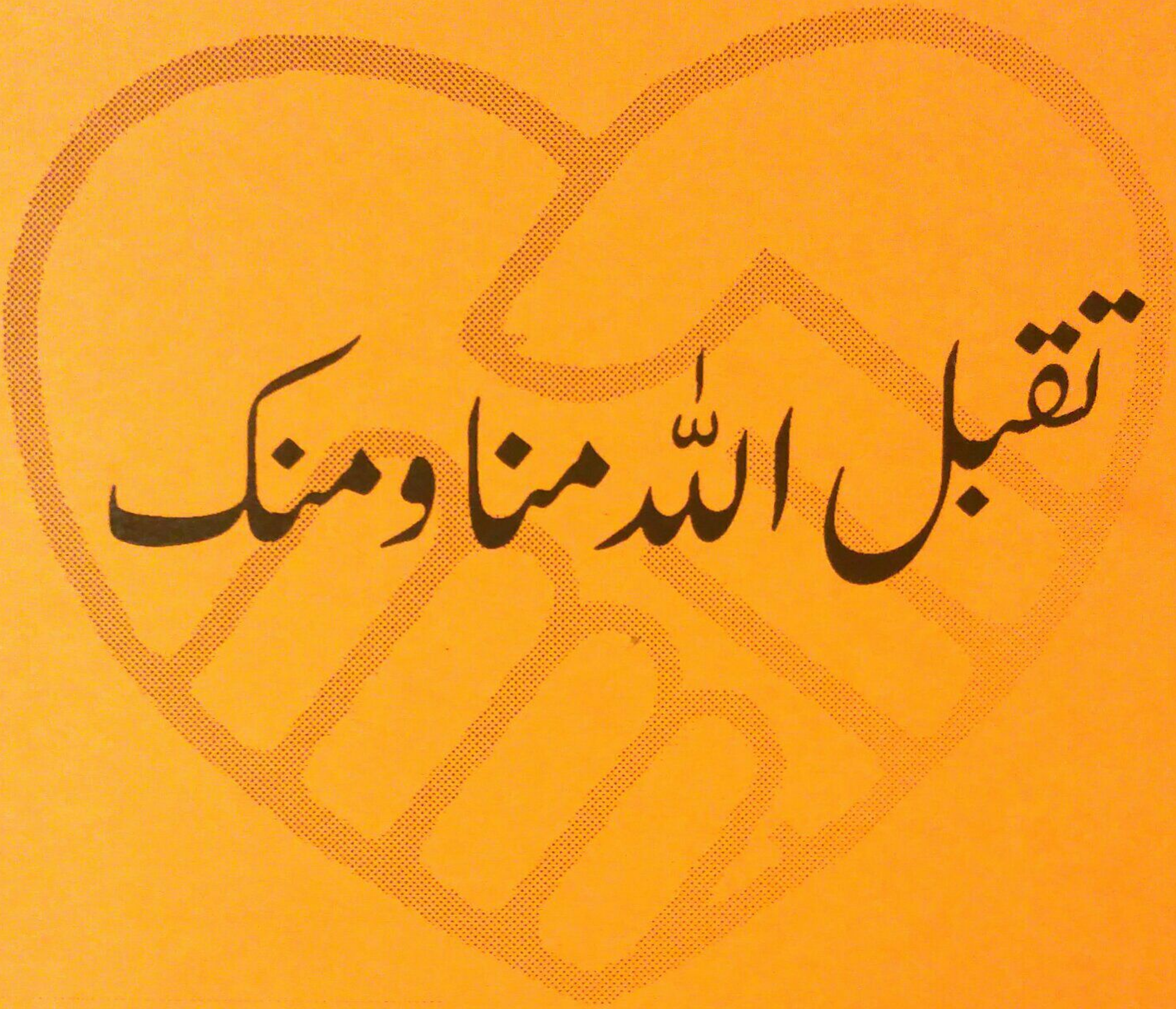

تقبل اللہ منا ومنک

مرکز وحدتِ اُمت فیصل آباد